۵۰

مومن سوائے خدا کے کسی سے نہیں ڈرتا

(فرمودہ ۹۔ مئی ۱۹۳۰ء)

تشہد' تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

میں نے پچھلے خطبہ جمعہ میں جماعت کے احباب کو اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی کہ اس وقت ہمارے ملک کا سیاسی مطلع نہایت ہی تاریک ہو رہا ہے اور ایک طرف اگر حُب الوطنی کے جذبات ہندوستانیوں کو ایک جانب کھینچ رہے ہیں تو دوسری طرف قانون کی پابندی اور امن کا قیام جس کا حکم شریعت نے دیا ہے دوسری جانب کھینچ رہے ہیں۔ میں نے بتایا تھا کہ مؤمن کا راستہ درمیانی ہوتا ہے اور وہ ہمیشہ صحیح راہ اختیار کرتا ہے خواہ کوئی اس کے متعلق کچھ کہے اور میں نے جماعت کو مشورہ دیا تھا کہ ایک طرف تو وہ حُب الوطنی کے جذبات کو دبنے اور کمزور نہ ہونے دیں اور دوسری طرف ملک کی ترقی اور اصلاح کے لئے دوسروں سے کم احساسات ان کے دل میں نہ ہوں اور ساتھ ہی یہ بھی بتایا تھا کہ اس بات کو بھی مدنظر رکھیں کہ کوئی اچھی بات بُرے طریق سے حاصل کرنا جائز نہیں اچھے کام کے لئے اسلام اچھا طریقہ ہی اختیار کرنے کی ہدایت دیتا ہے۔ اسلام اس امر کی ہرگز اجازت نہیں دیتا کہ اچھے مقصد کے لئے جو ذرائع اختیار کئے جائیں وہ گندے ہوں۔ صداقت کی تلاش اور جستجو کے لئے صداقت کو کبھی بھی ہاتھ سے نہیں دینا چاہئے جو ناجائز طریق کی محتاج ہو وہ صداقت ہرگز نہیں کہلا سکتی اور یا پھر اس کا محافظ ونگران صداقت سے تعلق نہیں رکھتا۔ اس خطبہ کے بعد ملک کے حالات اور بھی زیادہ تشویشناک ہو گئے ہیں اور شائد کچھ عرصہ تک یہ حالت اسی طرح ترقی کرتی چلی جائے۔ اس لئے میں ایک دفعہ پھر یہ

تو نہیں کہ اپنے اصلی مقصد سے ہٹ کر کیونکہ جائز اور صحیح سیاست بھی اسلام کا ایک حصہ ہی ہے مگر اس اعلیٰ فرض کے علاوہ جو ہماری جماعت کے قیام کا اصلی مقصد ہے یعنی تبلیغ ان سیاسی امور کی طرف جماعت کی توجہ کو منعطف کراتا ہوں جو اگرچہ جائز ہیں اور ان میں حصہ لینا پسندیدہ ہے مگر وہ ایسے اعلیٰ نہیں جیسے تبلیغ و اشاعتِ اسلام۔

میں نے بتایا تھا کہ ہمیں کانگریس کے مقاصد سے بھی ہمدردی ہے اور گورنمنٹ کے قیامِ امن کی خواہش سے بھی لیکن شورش کو ہم نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اس خطبہ کے بعد ایسے حالات پیدا ہو گئے ہیں کہ عدمِ تشدّد اور NON-VIOLENCE جس کا اظہار کانگریس کی طرف سے ہمیشہ ہوتا رہا ہے تشدّد کی صورت اختیار کرتا جا رہا ہے اور میں تو اپنی ذات میں اس بات کا قائل ہوں کہ کانگریس جس چیز کا نام عدمِ تشدّد رکھتی ہے وہ حقیقت میں عدمِ تشدّد نہیں یہ عدمِ تشدّد کا بالکل نیا رنگ ہے۔ ہم یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ گاندھی جی نے اپنی فراست اور حکمتِ عملی کو کام میں لاتے ہوئے تشدّد کا نیا طریق ایجاد کر لیا ہے لیکن یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ حقیقتاً عدمِ تشدّد ہی ہے۔ اور اب تو ایسے واقعات رونما ہو چکے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ظاہراً تشدّد کو بھی روا سمجھا جانے لگا ہے۔ بعض مقامات پر کانگریسیوں کی طرف سے مجبور کر کے اور لوٹ مار کی دھمکیاں دے کر ہڑتال کرائی گئی اور جبراً لوگوں کو سفر سے روکا گیا ہے اور جنہوں نے ان کی بات نہ مانی انہیں مارا اور پیٹا گیا جس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ لازماً گورنمنٹ کو بھی مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ فساد ہو رہے ہیں گولیاں چلتی ہیں اور کئی لوگ مارے جاتے اور کئی زخمی ہوتے ہیں۔

ان تکالیف کا اندازہ قادیان میں رہنے والے نہیں کر سکتے جو ان حالات میں باہر کی جماعتوں کو پیش آ رہی ہیں۔ یہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارا جتھہ اور اثر ہے اور نہ صرف قادیان میں بلکہ اِردگرد کے دیہات میں بھی ہمارا رسوخ ہے لیکن باہر کے دوست اکیلے دوکیلے ہیں ان کی تعداد بہت کم ہے اس لئے انہیں بہت مشکلات پیش آ رہی ہیں۔ اور اس وجہ سے باہر کے مقامات سے کئی خطوط آ رہے ہیں جن میں دوست دریافت کر رہے ہیں کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ میں نے بارہا بتایا ہے کہ مؤمن کو اپنے کاموں میں انسانوں سے نہیں ڈرنا چاہئے خواہ وہ گورنمنٹ ہو یا رعایا کے لوگ۔ مؤمن کو بہادر بننا چاہئے اور کبھی کسی بڑی سے بڑی طاقت کے دباؤ اور تشدّد کو ہرگز تسلیم نہیں کرنا چاہئے۔ اسلام کی تعلیم یہی ہے کہ انسانوں کے دلوں سے

انسانوں کا ڈر مٹایا جائے۔ چنانچہ قرآن کریم میں واضح طور پر یہ حکم ہے کہ غیر اللہ کا خوف دل سے نکال دیا جائے۔ سورۃ بقرہ میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنَ [1] کہ ان لوگوں سے کہہ دو اور پھر کہہ دو کہ مجھ سے اور صرف مجھ سے ہی ڈریں۔ تو دوسروں کے خوف کے تمام خیالات کو دل سے مٹا دینا اسلام کا اولین مقصد ہے حتیٰ کہ سب سے رُعب والی ہستیاں جن کا خوف جائز ہو سکتا تھا یعنی انبیاءؑ ان کا خوف بھی مٹا دیا گیا۔ قرآن کریم میں بار بار رسول کریم ﷺ کو حکم دیا گیا ہے کہ ان لوگوں سے کہہ دو هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا [2] یعنی میں بھی تمہاری طرح کا ہی ایک بشر ہوں گویا اسلام نے خدا تعالیٰ کے سوا ہر چیز کا خوف دل سے نکال دینے کا حکم دیا ہے۔ اور شرک کے معنے ہی دراصل یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کسی کا خوف یا محبت دل میں نہ ہو۔ ہر وہ محبت اور خوف جو خدا کے بغیر ہے وہ شرک ہے۔ پس جو کسی سے محبت کرتا ہے بغیر اس کے کہ خدا نے اس کی اجازت دی ہے وہ شرک کرتا ہے اور جو کوئی کسی سے ڈرتا ہے بغیر اس کے کہ خدا تعالیٰ نے اس کی اجازت یا حکم دیا ہے وہ بھی شرک کرتا ہے۔ ہاں انبیاء کے لئے خدا تعالیٰ نے ادب اور احترام کا حق رکھا ہے لیکن وہ بھی خدا تعالیٰ کے لئے ہی ہے ان کی ذات کے لئے نہیں۔ رسول کریم ﷺ کے متعلق بار بار فرمایا وہ بھی بشر ہیں اور ہماری طرح کے انسان ہیں ہاں خدا کا نائب ہونے کے لحاظ سے ان کا ایک رُعب قائم کیا۔ یہ رُعب اس لئے نہیں کہ آپؐ قریش تھے اس لئے نہیں کہ آپؐ کے اندر ذاتی قابلیت ایسی تھی کہ دوسرے مرعوب ہو جاتے یا کسی اور ذاتی جوہر کے لحاظ سے نہیں بلکہ محض اس لئے کہ آپؐ خَلِيْفَةُ اللّٰهِ عَلَى الْاَرْضِ اور خدا تعالیٰ کے نائب ہیں۔ مگر یہ رُعب اور خوف بھی اسی حد تک ہے جو خدا اور بندوں کے تعلقات میں حائل نہ ہو۔ ورنہ کوئی ہستی خواہ کتنی بڑی ہو خدا تعالیٰ یہ کبھی پسند نہیں کرتا کہ اس کے اور اس کے بندہ کے تعلقات میں دوسرا حائل ہو وہ اپنے بندوں سے براہِ راست تعلق رکھتا ہے۔ یہی اسلام کی تعلیم ہے اور جو اس پر عمل کرتا ہے وہ مؤمن ہے اور جو نہیں کرتا وہ مؤمن نہیں کہلا سکتا۔ پس مؤمن کو کوئی بات بھی کسی انسان کے ڈر سے ہرگز نہیں کرنی چاہئے اور نہ چھوڑنی چاہئے۔

میں جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے قلوب میں ایسی جرأت، بہادری اور دلیری پیدا کریں جس کی وجہ سے وہ نہ گورنمنٹ سے ڈریں اور نہ رعایا سے۔ مؤمن صرف ایک ہی ہستی سے ڈر سکتا ہے اور وہ خدا تعالیٰ کی ہستی ہے اس کے سوا زمین اور آسمان کی کوئی چیز اسے نہیں ڈرا سکتی۔ پس جب

ہمارا دعویٰ ہے بلکہ ہم مشاہدہ کر چکے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا براہِ راست تعلق ہمارے ساتھ ہے اور جب ہم اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ[3] کہتے ہیں تو اس کی محبت کا ہاتھ ہماری طرف بڑھتا ہے اور سب پردے چاک کر کے ہمیں اس کے پاس کھڑا کر دیتا ہے اور ہمارے اور اس کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں ہو سکتی حتیٰ کہ محمد رسول اللہ ﷺ بھی درمیان میں نہیں آ سکتے اور جب ہم یقین رکھتے ہیں کہ ہم خدا کے ہیں اور خدا ہمارا تو پھر کسی اور سے ڈرنے کے کیا معنے ہو سکتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک رؤیا ہے۔ آپ کو دکھایا گیا کہ دنیا پر ہولناک مصائب آ رہے ہیں۔ ہر طرف ہلاکت منہ کھولے کھڑی ہے اور دنیا تباہ ہو رہی ہے اس وقت آپ کو الہام ہؤا۔ آگ سے ہمیں مت ڈرا۔ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔[4] اور سب سے بڑھ کر عذاب جس سے لوگ ڈرتے ہیں آگ کا ہی عذاب ہے۔ کہتے ہیں فلاں ہمیں گولی مار دے گا ہمارے مکان کو آگ لگا دے گا یا آگ میں جلا ڈالے گا اور پھر بیماریاں اور وبائیں بھی آگ ہی ہوتی ہیں ان میں جو مبتلاء ہو وہ بھی یہی کہتا ہے آگ لگی ہوئی ہے۔ تو یہی آگ کا عذاب بہت بڑا عذاب ہے مگر اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوتا ہے۔ ''آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے''۔ پس جو شخص سچے دل سے آپ کا متبع اور غلام ہو آگ اسے ہرگز نہیں ڈرا سکتی۔ اس کے تعلقات اللہ تعالیٰ سے اس قدر مضبوط ہوتے ہیں کہ وہ ہرگز ضائع نہیں ہو سکتا۔ پس آپ لوگوں کو بہادر، جری اور دلیر بننا چاہئے کسی حالت میں کسی سے خوف نہیں کھانا چاہئے۔

ان حالات کے متعلق میں جماعت کو یہی نصیحت کرتا ہوں کہ اگر کوئی یہ چاہتا ہے کہ احمدیوں کو اپنی کثرت اور طاقت سے مرعوب اور مجبور کر کے اپنے حسب منشاء کام کرائے تو خواہ اس کی تحریک وطنی ہی ہو اس کا مقابلہ کرو کیونکہ وہ ملک کے اندر بُزدلی اور جُبن پیدا کرنے والا ہے اس لئے اس کی اطاعت ہرگز نہ کرو۔ اور کانگریس نے بھی چونکہ اب جبر سے کام لینا شروع کر دیا ہے اس لئے ہماری جماعت کے لوگ جہاں جہاں بھی ہوں خواہ وہ کتنی ہی کم تعداد میں کیوں نہ ہوں وہ بتا دیں کہ ہم کسی کے جبر کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ گاندھی جی جب لاہور میں آئے تو کسی نے ان سے کہا احمدی جماعت ہماری تحریک میں زبردست روک ہے۔ مجھے جس ہندو دوست نے یہ بات سنائی میں نے اسے کہا آپ گاندھی جی کو کہہ دیں۔ وہ قادیان آئیں میں جماعت کو بُلاؤں گا کہ وہ ان کی باتیں سنے اور ہم ان کی باتیں پورے غور سے سنیں گے۔ اگر وہ

سچی ہوئیں تو بغیر کسی خوف وخطر کے ہم ان کا ساتھ دیں گے۔ معلوم نہیں یہ پیغام انہوں نے پہنچایا یا نہیں لیکن ہم ہر شخص کی باتیں سننے اور ان میں جو صداقت ہو اسے ماننے کے لئے تیار ہیں اور کوئی چیز اس سے ہمیں روک نہیں سکتی۔

اسی طرح ولایت سے آتے ہوئے میں خود گاندھی جی سے ملا اور ان سے ذکر کیا کہ کانگریس میں جبر نہیں ہونا چاہئے۔ تمام ایسے قوانین مٹا دیئے جائیں جو جبر کا پہلو رکھتے ہوں اور کانگریس کے دروازے ہر ہندوستانی کے لئے کھول دیئے جائیں پھر جس خیال کے لوگوں کو غلبہ حاصل ہو جائے وہ کام کریں۔

دنیا کا کوئی شریف الطبع انسان خواہ وہ گورنمنٹ کا مخالف ہو یا گورنمنٹ سے تعلق رکھتا ہو زبردستی نہیں مان سکتا کیونکہ شرافت اور انسانیت جبر کو تسلیم نہیں کر سکتی اور اسلام تو اس کا سب سے بڑا دشمن ہے۔

پس جماعت کو اس کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ ہم تھوڑے ہیں بیشک یہ صحیح ہے کہ ہم تھوڑے ہیں لیکن تھوڑے ہونا خوف کا باعث ہرگز نہیں ہو سکتا۔ قرآن کریم میں كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً [5] آیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں ہمیشہ ایسا ہوتا آیا ہے کہ صداقت کی حامل چھوٹی چھوٹی جماعتیں بڑی بڑی قوموں کو کھا گئیں۔ اور اگر یہ سچ ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت ہیں تو ہم تھوڑے ہونے کے باوجود یقیناً دنیا پر غالب ہو کر رہیں گے۔ دنیا کا خوف جان کی وجہ سے ہی ہوتا ہے لیکن کیا مؤمن جان دینے سے ڈر سکتا ہے ہرگز نہیں۔ ضرار بن اَزْوَر ایک صحابی تھے۔ جو جنگ میں بہت کارہائے نمایاں کرتے رہے۔ ایک موقع پر عیسائیوں سے لڑائی ہو رہی تھی کہ عیسائیوں کے ایک پہلوان نے بہت سے مسلمان بہادروں کو شہید کر دیا اور پھر للکار کر مبارز طلب کیا۔ حضرت ضرار اس کے مقابلہ کے لئے نکلے۔ چونکہ آپ ایک مسلّمہ بہادر اور جری تھے اور عام طور پر یہ خیال تھا کہ آپ اس عیسائی کو ضرور مار لیں گے اس لئے مسلمانوں نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے۔ جب دشمن کے قریب پہنچے تو اپنے خیمہ کی طرف واپس دوڑ آئے آپ چونکہ رسول کریم ﷺ کے صحابی اور بہترین بہادروں میں سے تھے اس لئے مسلمانوں میں ایک عام بے چینی پیدا ہو گئی۔ آپ کے ایک دوست نے گھوڑا دوڑایا کہ آپ کے خیمہ میں جا کر آپ کو بھاگنے پر ملامت کرے لیکن جب وہ خیمہ کے پاس پہنچا تو آپ باہر نکل رہے تھے۔ واپس آنے کے متعلق دوست کے استفسار پر آپ نے بتایا کہ میں جب لڑائی

کے لئے جاتا ہوں تو بغیرہ زرہ کے جاتا ہوں لیکن آج اتفاق سے میرے کُرتہ کے نیچے زرہ تھی اور جب دشمن میرے سامنے ہوا تو میرے دل میں خیال آیا کہ موت وحیات کا تو کوئی پتہ نہیں ممکن ہے میں آج ہی مارا جاؤں اور اگر مرگیا تو خدا تعالیٰ کے سامنے جا کر کیا جواب دوں گا کہ میں اس کافر سے اتنا ڈرتا تھا کہ زرہ پہن رکھی تھی اس وجہ سے میں بھاگ کر آیا اور زرہ اُتار ڈالی۔

اسباب سے فائدہ اُٹھانا بے شک شریعت کا حکم ہے مگر چونکہ آپ کے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہو گیا کہ یہ شرک نہ ہو اور کوئی یہ خیال نہ کرے کہ چونکہ مدمقابل زبردست تھا اس لئے ڈر کر زرہ پہن لی اس لئے آپ نے اسے اُتار دیا اور اس کے بغیر مقابلہ پر آئے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اُسے مار لیا۔ تو مؤمن موت سے نہیں ڈرتا اس کے سامنے صرف ایک ہی مقصد ہوتا ہے اور وہ یہ کہ جس بات کو لے کر وہ کھڑا ہوا ہے اسے پورا کردے۔ اُحد کی جنگ میں ایک صحابی[۶] سخت زخمی ہو گئے آپ کی ٹانگیں اور ہاتھ شکستہ ہو گئے اور تمام ہڈیاں ٹوٹ گئیں ایک دوسرے صحابی جو زخمیوں کی دیکھ بھال کر رہے تھے ان کے پاس پہنچے اور کہا آپ کی حالت نازک ہے اگر رشتہ داروں کیلئے کوئی پیغام دینا ہو تو دے دیں۔ انہوں نے کہا میرے نزدیک آؤ اور اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دیکر عہد کرو کہ میری قوم کو یہ پیغام پہنچا دو گے کہ میں نے اپنے فرض کو ادا کر دیا اور اب میں دنیا سے رخصت ہوتا ہوں مگر خدا کے رسول کو اپنے پیچھے دنیا میں چھوڑے جاتا ہوں اور شرافت اور ایفائے عہد کا واسطہ دیکر اپنی قوم کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ ہر ایک قربانی کریں اور رسول کریم ﷺ سے ہرگز بے وفائی نہ کریں۔[۷]

غرض جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ہو جاتے ہیں ان کے مقصد کے راستہ میں وطن، قوم، دنیاوی جاہ وجلال اور بڑی سے بڑی طاقت کا خوف بھی حائل نہیں ہوسکتا۔ ایک ہی چیز ہوتی ہے جو ان کی تمام توجہ کو اپنی طرف کھینچے رکھتی ہے اور وہ اس فرضِ منصبی کی ادائیگی ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ نے ان کے سپرد کیا ہوتا ہے خواہ اس کے لئے انہیں اپنا وطن، عزیز واقارب بلکہ جان و مال بھی کیوں نہ قربان کرنے پڑیں۔ پس ہماری جماعت کے دوستوں کو دلیری اور جرأت سے اس جبر وتعدّی کا مقابلہ کرنا چاہئے جو کانگریس اختیار کر رہی ہے۔ جب تک یہ حالت نہ تھی ہمیں کانگریس کی تحریک سے ہمدردی تھی اور اب بھی ہم آزادئ وطن کے جذبہ کے لحاظ سے کانگریسیوں سے کسی طرح کم نہیں ہیں مگر یہ جائز نہیں کہ خواہ کوئی اپنا ہو یا پرایا جبر سے کام لے۔

اس کے ساتھ ہی میں گورنمنٹ کو بھی نصیحت کرتا ہوں کہ وہ یہ نہ سمجھے چونکہ عدل اور مذہبی احکام کی پابندی کی وجہ سے بعض جماعتیں اس کی اعانت کے لئے تیار ہیں تو وہ جو چاہے کرے۔ کیونکہ اگر قیامِ امن کے لئے اسلام نے حکومت سے تعاون کا حکم دیا ہے تو قرآن میں یہ بھی موجود ہے کہ اگر کوئی حکومت ظلم اور تعدّی سے باز نہ آئے تو خدا تعالیٰ اس کو تباہ کر دیتا ہے۔ پس اگر گورنمنٹ یہ دیکھ کر کہ عدل و انصاف سے کام لے کر کوئی قوم اس سے ہمدردی رکھتی ہے ظلم کرے گی اور اس تعاون سے ناجائز فائدہ اُٹھانے کی کوشش کرے گی۔ تو اس کے اوپر ایک اور حکومت موجود ہے جو اتنی زبردست اور طاقتور ہے کہ یہ اس کے مقابلہ میں مچھر اور مکھی جتنی بھی حیثیت نہیں رکھتی۔ پس وہ اس بات کا خیال رکھے کہ خدا ہے اور اگر اس نے اس ہمدردی سے ناجائز فائدہ اُٹھانے کی کوشش کی تو وہ سخت انتقام لے گا۔ ہم قیامِ امن کے لئے ہر ممکن قربانی کرنے کے لئے تیار ہیں مگر اس کے یہ معنے ہرگز نہیں کہ ہم اپنے ملک کو آزاد کرانا نہیں چاہتے یا یہ کہ ہمارے نزدیک ہندوستانیوں کو اپنے ملک پر اپنے حسبِ منشاء حکومت کرنے کا حق نہیں۔ ہماری جماعت ہر قربانی کر کے امن قائم رکھنے کی کوشش کرے گی لیکن گورنمنٹ کو توجہ دلاتا ہوں کہ اس سے ناجائز فائدہ اٹھا کر ظلم و تعدّی نہ کرے کیونکہ اس صورت میں خدا تعالیٰ کی نصرت اس کے ساتھ نہ ہوگی۔ اور میں کانگریس کو بھی یہ نصیحت کرتا ہوں کہ وہ بھی جبر سے کام لینا چھوڑ دے کیونکہ یہ حرکت اس کے خلاف نفرت پیدا کرنے کا موجب ہوگی۔ جو کوئی خود ظلم کرتا ہے وہ دوسرے کو جبر کی تعلیم دیتا ہے۔ اگر کانگریسیوں کے لئے جبراً غیر ملکی کپڑے کا بائیکاٹ کرانا جائز ہے تو کیوں انگریزوں کو جبراً ہندوستان پر حکومت کرنے کا حق نہیں۔ جب ہم خود جبر شروع کر دیں تو انگریزوں کے جبر کے خلاف کس طرح آواز بلند کر سکتے ہیں۔ ہاں جب یہ اصول پوری طرح قائم رکھا جائے کہ جبر نہیں کیا جائے گا تو پھر انگریز سے بھی کہہ سکتے ہیں کہ ہماری مرضی کے مطابق حکومت کرو جبر کا تمہیں کوئی حق نہیں۔

ساتھ ہی میں اس امر کی طرف بھی توجہ دلاتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی نصرت بے شک ہمارے شاملِ حال ہے لیکن کئی غلطیاں ایسی ہوتی ہیں جو نصرت سے بالکل محروم کر دیتی ہیں اس لئے وہ خدا تعالیٰ سے یہ بھی دعا کرتے رہیں کہ پردہ پوشی فرمائے اور ہمیں اپنی رضاء کے رستوں کی توفیق عطا کرے۔ ہمارا اصل کام تبلیغ ہے لیکن موجودہ فضاء میں کوئی ہماری باتوں کو سننے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا اس لئے ہم مجبور ہیں کہ اس ہوا اور فضاء کو صاف کریں۔ پس خدا تعالیٰ سے دُعا کرتے ہیں

کہ وہ اپنے فضل سے اس فضاء کو ٹھیک کر دے تا ایسی جماعتیں موجود رہیں جو ہماری باتوں کو سن سکیں۔ موجودہ فضاء گورنمنٹ کے لئے ہی نہیں ہمارے لئے بھی مُضِرّ ہے۔

ہم بے شک تعداد کے لحاظ سے کم ہیں لیکن کیا تمہیں معلوم نہیں کہ بعض بہت ہی کم مقدار میں دوائیں بڑی بڑی خوفناک بیماریاں دور کر دیتی ہیں۔ پس اگر تبشیری پہلو کو لیا جائے تو ہمارے تھوڑا ہونے کی مثال تھوڑی دوا کی ہے اور اگر انذاری پہلو کو لیا جائے تو نہایت تھوڑا زہر قوموں کو ہلاک کر دیتا ہے۔ پس انذاری اور تبشیری دونوں پہلوؤں کے لحاظ سے ہم بہت ہیں مگر ضرورت یہ ہے کہ خدا کے بن جائیں جو قوم خدا کی ہو جاتی ہے وہ ساری دنیا پر چھا جاتی ہے۔ دنیا جسے بیج کی حالت میں چھوٹا سمجھ کر اس سے بھاگنے کی کوشش کرتی ہے آخر کار خود بخود ہی اس کے سایہ میں آ کر آرام لیتی ہے یہ دعاؤں کے دن ہیں خصوصاً آج (حج) کا دن وہ دن ہے جو اتحاد بَیْنَ الْمُسْلِمِیْنَ کو مضبوط کرنے کا باعث ہے۔ آج تمام دنیا کے مسلمان، نسلی، قومی، حکومتی اور مذہبی اختلاف فراموش کر کے اور اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے خدا تعالیٰ کے گھر میں اپنے عجز و نیاز کو اس کے حضور پیش کرنے کے لئے جمع ہیں اور یہ وہ دن ہے جب خدا تعالیٰ کی رحمت جوش میں ہے۔ پس اس سے فائدہ اُٹھاؤ اور خوب دعائیں کرو کہ اے خدا! تُو نے اپنے دین کی اشاعت کے لئے ہمیں قائم کیا ہے دنیا ہمیں ذلیل سمجھتی اور ہمارے مقابلہ کے لئے آمادہ ہے تُو اپنی وحدت کا جلوہ دکھا اور سب کو ہمارے ہاتھ پر ایک کر دے۔ تمام اختلافات اور تفرقے مٹ جائیں اور ساری دنیا لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ کہتے ہوئے تیرے دربار میں حاضر ہو جائے۔ تیرے مأمور کو مان لے۔ اور دنیا میں پھر وہی جنت قائم ہو جائے اور آدمِ ثانی اس میں داخل ہو جائے جس سے پہلا آدم نکالا گیا تھا۔

(الفضل ۱۴۔ مئی ۱۹۳۰ء)

۱؎ البقرة: ۴۱ ۲؎ بنی اسرائیل: ۹۴ ۳؎ الفاتحة: ۶

۴؎ تذکرہ صفحہ ۳۹۷۔ ایڈیشن چہارم

۵؎ البقرة: ۲۵۰ ۶؎ حضرت سعد بن ربیعؓ

۷؎ اسد الغابة فی معرفة الصحابة جلد ۲ صفحہ ۲۷۷ مطبوعہ بیروت ۱۳۷۷ھ